International Research Journal of Arabic and Islamic Studies, Vol.:04, Issue: 01, Jan-Jun 2024
pp:501 - 509

OPEN ACCESS
IRJAIS
ISSN (Online): 2789-4010
ISSN (Print): 2789-4002
www. irjais.com

احکامات دینیہ کے اطلاقات کی نوعیات: حاجیات و تحسینیات کی اختصاصی مباحث میں آراء مختلفہ کا جائزہ

The Types of Applications of Religious Commands: A Review of Different Opinions in the Specialized Discussions of Needs and Enhancements

Eesha Raazia
PhD Scholar, Institute of Islamic Studies, University of the Punjab, Lahore
Dr Tahmina Fazil
Assistant Professor, University of Education Vehari campus

Abstract

This paper explores the diverse applications of religious commands within Islamic jurisprudence, particularly focusing on the nuanced categories of "Hajiyat" (necessities) and "Tahseeniyat" (enhancements). Islamic legal theory classifies actions and obligations into these categories to guide the faithful in balancing religious duties with everyday life. "Hajiyat" encompasses essential needs that, if unmet, would cause undue hardship, thereby allowing certain flexibilities within religious laws. Conversely, "Tahseeniyat" deals with actions that aim to bring comfort and refinement to one's religious practice, often reflecting a higher level of spiritual and moral aspiration. This paper conducts a thorough review of various scholarly opinions on these categories, examining how different interpretations influence practical applications of religious commands. By analyzing classical and contemporary sources, the study highlights the dynamic nature of Islamic jurisprudence and its capacity to adapt to changing social contexts while maintaining doctrinal integrity. The findings reveal a spectrum of scholarly views, reflecting diverse methodologies and cultural influences in the interpretation of religious texts. The paper concludes by suggesting a framework for understanding these differences and their implications for contemporary Muslim societies, emphasizing the importance of context in the application of religious laws.

Keywords: Islamic jurisprudence, religious commands, Hajiyat, Tahseeniyat, scholarly opinions, necessities, enhancements, legal theory, adaptability, doctrinal integrity.

تعارف موضوع

اسلامی فقہ میں احکامات دینیہ کے اطلاقات کی نوعیات ایک اہم موضوع ہے جو مذہبی فرائض اور روزمرہ زندگی کے توازن کو برقرار رکھنے میں مدد دیتا ہے۔ اس تحقیق میں خاص طور پر "حاجیات" اور "تحسینیات" کی اقسام پر توجہ دی گئی ہے۔ حاجیات ان ضروریات کو شامل کرتی ہیں جو شدید مشکلات سے بچنے کے لیے ضروری ہیں، جبکہ تحسینیات وہ اعمال ہیں جو

CC BY

دینی زندگی میں بہتری اور روحانی ترقی کے لیے انجام دیے جاتے ہیں۔ اس مضمون میں مختلف علماء کی آراء کا جائزہ لیا گیا ہے تاکہ ان اقسام کے عملی اطلاقات اور ان کے اثرات کو سمجھا جا سکے۔

لغوی مفہوم

لفظ حاجیات جمع ہے حاجت کی جس کا مادہ ہے، ح،و،ج۔ اس میں سلامتی کے معنی بھی پائے جاتے ہیں اور حاجت مندی، حاجت کی چیز اور حرج کے معنی بھی پائے جاتے ہیں۔ بعض اہل لغت نے لفظ ضرورت وحاجت کو باہم مترادف قرار دیا ہے۔[1]

اصطلاحی مفہوم

حاجیات سے مراد وہ امور ہیں جو انسانی زندگی میں سہولت و آسانی پیدا کرنے اور تنگی دور کرنے سے متعلق ہیں۔ ان پر کلیات خمسہ کا قیام وبقاء تو موقوف نہیں، لیکن ان کی رعایت سے زندگی خوشگوار بنتی ہے، مضرت کا دفعیہ ہوتا ہے، مشقتوں اور کلفتوں سے نجات ملتی ہے اور ان کے بغیر نہ حقیقی تمدنی زندگی حاصل ہوتی ہے اور نہ مدنیت صالحہ پیدا ہوتی ہے۔ چنانچہ علامہ شاطبیؒ حاجیات کی تعریف میں لکھتے ہیں:

وأما الحاجيات فمعنا ها أنها مفتقرا اليها من حيث التوسعة ورفع الضيق المؤدى فى الغالب اءلى الحرج والمشقة اللاحقة بفوت المطلوب، فاذا لم تراع دخل على المكلفين على الجملة الحرج والمشقة، ولٰكنه لا يبلغ مبلغ الفساد الحادى المتوقع فى المصالح العامة۔[2]

"حاجیات سے مراد وہ مصالح ہیں، جن کی ضرورت تنگی کو دور کرنے اور حرج ومشقت کو رفع کرنے کے لیے پیش آئے اور اگر ان کی رعایت نہ رکھی جائے تو مکلفین کی زندگی مشقت کی وجہ سے دوبھر ہو جائے۔ لیکن اس طرح کا فساد متصور نہ ہو، جو ضروری مصالح کو نظر انداز کرنے سے برپا ہوتا ہے۔"

علامہ طاہر بن عاشورؒ مصالح حاجیہ کی وضاحت میں لکھتے ہیں:

وهو ماتحتاج الأمة اءليه لاقتناء مصالحها و انتظام أمورها على وجه حسن، بحيث لولا مراعاته لما فسد اللنظام، ولكنه كان على حالة غير منتظمة، فلذلك كان لايبلغ مرتبة الضرورى۔[3]

"مصالح حاجیہ سے مراد وہ مصالح ہیں جن کی امت اپنے مصالح کو پورا کرنے اور اپنے امور کو اچھے طریقے سے منتظم کرنے میں محتاج ہو، بایں طور کہ اگر ان مصالح کا لحاظ نہ رکھا جائے تو نظام میں بگاڑ لازم آئے، اور یہ فساد ضرورت کے مرتبہ تک نہیں پہنچتا بلکہ اُمور کو غیر منظم کرنے کی حد تک ہوتا ہے۔"

ڈاکٹر عبد الکریم زیدان حاجیاتی مصالح کی تعریف میں لکھتے ہیں:

وهى الأمور التى يحتاج اليها الناس لرفع الحرج والمشقة عنهم، واذا فاتت لا يختل نظام الحياة ولكن يلحق الناس المشقة والعنت والضيق، والحاجيات كلها ترجع الیٰ رفع الحرج عن الناس۔[4]

"حاجیات سے مراد وہ اُمور ہیں جن کے لوگ حرج اور مشقت کو دور کرنے کے لیے محتاج ہوں۔ اور اگر یہ فوت ہو جائیں تو نظام زندگی میں خلل تو واقع نہ ہو البتہ لوگوں کو مشقت، تنگی اور صعب لاحق ہو، حاجیاتی مصالح تمام کے تمام لوگوں سے تنگی دور کرنے کی طرف لوٹتے ہیں۔"

ڈاکٹر وھبہ زحیلی حاجیات کی تعریف میں رقمطراز ہیں

هى المصالح التى يحتاج اليها الناس للتيسير عليهم، ورفع الحرج عنهم، وازا فقدت لايختل نظام حياتهم كما فى الضروريات، ولكن يلحقهم الحرج والمشقة، ورتبتها بعد الضروريات۔[5]

"حاجیات سے مراد وہ مصالح ہیں جن کی طرف لوگ آسانی پیدا کرنے اور تنگی کو دور کرنے کے لیے محتاج ہوں، اور جب یہ مفقود ہوں تو نظام زندگی میں خلل واقع تو نہ ہو ضروری مصالح کی طرح، البتہ اس سے لوگوں کو حرج و تنگی لاحق ہو۔ اور حاجیاتی مصالح کا درجہ ضروریات کے بعد کا ہے۔"

حاجیاتی مصالح کا بنیادی طور پر تعلق لوگوں سے تنگی دور کرنے سے متعلق ہے، اوراس کی بنیاد شریعت کے اس اصول پر ہے کہ لوگوں کے لیے آسانیاں پیدا کی جائیں اور تنگی و مشقت کو دور کیا جائے۔ قرآن مجید میں جابجا لوگوں کے لیے آسانی پیدا کرنے اور تنگی کو دور کرنے کا حکم ملتا ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ[6]

"اور تمہارے اُوپر دین میں کوئی سختی نہیں رکھی"

پھر فرمایا:

مَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُم مِّنْ حَرَجٍ[7]

"اور اللہ تم پر تنگی نہیں کرنا چاہتا"

جبکہ دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

يُرِيدُ اللَّهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ[8]

"اللہ تم پر آسانی چاہتا ہے اور تم پر تنگی نہیں چاہتا"

اسی طرح حدیث نبوی ﷺ میں بھی لوگوں کے لیے آسانیاں پیدا کرنے اور تنگی و حرج کو دور کرنے کے احکامات ملتے ہیں چنانچہ آپ ﷺ کی مشہور حدیث ہے

بشروا ولا تنفروا ویسروا ولا تعسروا۔[9]

"تم لوگوں کو خوشخبری دو اور تنفر مت کرو اور لوگوں کے لیے آسانیاں پیدا کرو اور تنگی مت پیدا کرو۔"

مصالح ضروریہ کی طرح مصالح حاجیہ کا نظام بھی کلیات خمسہ (دین، نفس، نسل، عقل اور مال) کی حفاظت کے سلسلے میں زندگی کے تمام دائروں کے لیے احکام شرعیہ پر مشتمل ہے۔ چنانچہ عبادات، عادات، معاملات اور عقوبات کے شرعی ابواب میں مصالح حاجیہ سے متعلق حسبِ ذیل احکام ملتے ہیں۔

عبادات میں حرج کے خاتمے کے لیے رخصتیں رکھی گئی ہیں۔ لہٰذا مریض و مسافر کے لیے روزہ نہ رکھنا، مریض کو بیٹھ کر نماز پڑھنے کی اجازت، سفر میں قصر اور جمع بین الصلوٰۃ کا حکم، پانی کی عدم موجودگی میں تیمم کا حکم، کشتی و جہاز میں دوران نماز قبلہ سے غیر قبلہ کی طرف رُخ ہو جانے کی صورت میں نماز کے جواز کا حکم اسی قبیل سے ہیں۔

عادات میں بری و بحری شکار کی اجازت، حلال و طیب چیزوں کے استعمال، لذیذ طعام، خوش پوشی، عالیشان مکان، اور بہترین سوار رکھنے کی اجازت وغیرہ مصالح حاجیہ کے قبیل سے ہیں۔ معاملات اور تصرفات کی وہ تمام صورتیں جو قیاس اور قواعد کی رو سے ناجائز ہیں، لیکن مصالح حاجیہ کو ملحوظ رکھتے ہوئے ان کو جائز قرار دیا گیا جیسا کہ بیع، شراکت، مضاربت اور اجارہ وغیرہ کی مختلف انواع، بیع الوفاء، سلم، استصناع، مزارعت، مساقات اور کرایہ داری وغیرہ۔ اسی طرح میاں بیوی میں تفریق ناگزیر ہونے کی صورت میں طلاق اور خلع کے احکام رکھے گئے۔

عقوبات میں مصالح حاجیہ کو ملحوظ رکھتے ہوئے جو احکامات دیئے گئے، ان میں قتل خطاء کی صورت میں عاقلہ پر دیت عائد کرنا، نامعلوم قاتل کی وجہ سے قسامت کا اصول اپنانا، ولی مقتول کو قصاص معاف کرنے کا حق دینا، شبہات کی بناء پر حدود ساقط کرنا اور چیزیں تلف کرنے کی صورت میں صناع کو ضامن قرار دینا وغیرہ شامل ہیں۔ ان تمام چیزوں کو مشروع کرنے کا ایک ہی مقصد ہے کہ لوگوں سے حرج اور تنگی کو دور کیا جائے۔ علامہ شاطبیؒ حاجیاتی مصالح کا دائرہ کار بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

وھی جاریة فی العبادات والعادات والمعاملات والجنایات، ففی العبادات کالرخص۔ المخففة بالنسبة الی لحوق المشقة بالمرض والسفر، وفی العادات کاباحة الصید والتمتع بالطیبات مما ھو حلال، مأ کلاً ومشرباً وملبسا ومسکنا

ومركباً وما أشبه ذلک۔ وفی المعاملات کاالقراض والمساقاة والسلم والقاء التوابع فی العقد علی المتبوعات کثمرة الشجر و مال العبد۔ وفی الجنایات کالحکم باللوث والتدمیة، والقسامة وضرب الدیة علی العاقلة وتضمین الصناع وما أشبه ذلک۔[10]

"حاجیات کا خانہ بھی عبادات، عادات، معاملات اور جنایات سب کو عام ہے۔ چنانچہ عبادات میں اس کی مثال وہ رخصتیں ہیں جو مشقت لاحق ہونے کے اندیشہ سے دی گئی ہیں، جو مرض یا سفر کی وجہ سے پیش آتی ہیں۔ اور عادات میں شکار کا حلال ہونا، پاکیزہ اور حلال چیزوں سے استفادہ کرنے کی اجازت شامل ہے۔ خواہ اس کا تعلق کھانے پینے کی چیزوں سے ہو یا لباس و مسکن اور سواری وغیرہ سے اور معاملات میں اس کی مثال مضاربت، مساقات اور سلم وغیرہ کی اجازت اور لین دین کے معاہدہ میں تابع چیزوں کو اُن کی اصل کے تحت کر دینا جیسے درخت کا پھل اور غلام کا مال وغیرہ۔ اور جنایات میں موت اور خون بہانے کا حکم، قسامت اور عاقلہ پر دیت کا وجوب اور صناع پر تضمین کا حکم اس کی مثال ہیں۔"

iii) تحسینیات

لغوی معنی

لفظ تحسینیات یا تحسینات جمع ہے تحسین کی جس کا مادہ ہے ح، س، ن۔ اور یہ باب تفعیل سے مصدر ہے۔ جس میں تعریف کرنا، داد دینا اور مزین کرنا کے معنی پائے جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ وہ تمام امور جو قابل تحسین ہیں وہ تحسینات میں شامل ہیں۔[11]

اصطلاحی مفہوم

تحسینیات سے مراد وہ اُمور ہیں جن کی رعایت پر نہ تو زندگی موقوف ہے اور نہ ان کی عدم رعایت سے حرج اور مشقت کا اندیشہ ہے بلکہ ان کا تعلق اخلاق و عادات اور آداب زندگی سے ہے۔ یعنی عقل انسانی اس بات کا تقاضہ کرتی ہے کہ انسانی معاشرہ میں یہ خصلتیں پائی جائیں۔ چنانچہ امام غزالیؒ فرماتے ہیں:

الرتبة الثالثة مالا يرجع الى ضرورة ولا الىٰ حاجة ولكن يقع موقع التحسين والتزيين والتيسير للمزايا والمزائد ورعاية أحسن المناهج فی العادات والمعاملات۔[12]

"مصالح کا تیسرا درجہ جو نہ ضرورت کے خانہ میں آتا ہے اور نہ حاجت کے۔ لیکن اس کا شمار ان اُمور میں ہوتا ہے، جنہیں تحسین و تزیین، آسانی اور اضافہ کے لیے اختیار کیا جاتا ہے اور عادات و معاملات میں جس کی رعایت مستحسن سمجھی جاتی ہے۔"

علامہ شاطبیؒ مقاصد تحسینیہ کی تعریف میں لکھتے ہیں:

وأما التحسينيات: فمعناها الأخذ بمايليق من محاسن العادات، وتجنب المدنسات التی تأنفها العقول الراجحات ويجمع ذلک قسم مكارم الاخلاق۔[13]

"اور تحسینیات سے مراد یہ ہے کہ انسان تمام اچھی عادات کو اختیار کرے اور ان ناشائستہ حالتوں سے پرہیز کرے جن کی سلیم عقلیں نفی کرتی ہیں۔ اور اسے مکارم اخلاق کی قسم میں جمع کیا جاتا ہے۔"

شیخ طاہر بن عاشورؒ مصالح تحسینیہ کی وضاحت میں فرماتے ہیں۔

والمصالح التحسينية هی عندی ماكان بها كمال حال الأمة فی نظامها حتى تعيش آمنة مطمئنة ولها بهجة منظر الجمتمع فی مرأى بقية الأمم، حتى تكون الأمة الاسلامية مرغوباً فی الاندماج فيها أو فی التقرب منها۔[14]

"مصالح تحسینیہ سے مراد میرے نزدیک وہ امور ہیں جن کو اختیار کرنے سے اُمت مسلمہ اپنے نظام میں اس درجہ کمال حاصل کرے کہ وہ مطمئن اور پُرامن زندگی گزارے۔ اور بقیہ اقوام کی نظروں میں اس کے لیے خوشی اور عزت ہو۔ اور وہ اقوام امت اسلامیہ میں مدغم ہونے یا اس کے قریب ہونے کی خواہش کریں۔"

ڈاکٹر عبد الکریم زیدان تحسینی مصالح کی تعریف میں رقمطراز ہیں:

وهی التی تجعل اَحوال الناس تجری على مقتضى الآداب العالية والخلق القويم، واذا فاتت لايختل نظام الحياة، ولا يلحق الناس المشقة والحرج، ولكن تصير حياتهم على خلاف ماتقتضيه المروة ومكارم الاَخلاق والفطر السليمة۔[15]

"تحسینیات سے مراد وہ مصالح ہیں جن میں لوگوں کے احوال کو اخلاق عالیہ اور خلق قویم کے مقتضیٰ پر چلایا جاتا ہے، اور ان مصالح کے فوت ہونے سے نہ تو نظام زندگی میں خلل واقع ہوتا ہے اور نہ ہی لوگوں کو مشقت و تنگی لاحق ہوتی ہے، البتہ ان کی زندگی مروت، مکارم اخلاق اور فطرت سلیمہ کے مقتضیٰ کے خلاف ہو جاتی ہے۔"

ڈاکٹر وھبہ زحیلی تحسینی مصالح کے ذیل میں لکھتے ہیں

وهى المصالح التى تقتضيها المروة ويقصد بها الأخذ بمحاسن العادات و مكارم الأخلاق، واذا فقدت لا يختل نظام الحياة كما فى الضروريات ولا ينالهم الحرج كما فى الحاجيات۔[16]

"تحسینیات سے مراد وہ مصالح ہیں جن کا تقاضہ مروت کرتی ہے، اور اس سے مراد اچھی عادات اور اعلیٰ اخلاق اپنانا، اور جب یہ مفقود ہوں تو نظام زندگی میں کوئی خلل اور مشقت واقع نہ ہو ضروریات اور حاجیات کی طرح۔"

قوت و مرتبہ کے اعتبار سے تیسرا درجہ تحسینی مصالح کا ہے۔ ان کا دائرہ اچھی عادات اور اعلیٰ اخلاق کے گرد گھومتا ہے۔ ضروریات وحاجیات کی طرح ان کے مفقود ہونے سے انسانی زندگی میں کوئی مشقت و حرج واقع تو نہیں ہوتا البتہ عقل سلیم اس بات کا تقاضہ کرتی ہے کہ ان مصالح کو اختیار کیا جائے۔ مصالح ضروریہ و حاجیہ کی طرح مصالح تحسینیہ کا نظام بھی زندگی کے تمام دائروں سے متعلق احکام شرعیہ پر مشتمل ہے۔ چنانچہ عبادات، عادات، معاملات اور عقوبات کے شرعی ابواب میں مصالح تحسینیہ سے متعلق حسب ذیل عام احکام ملتے ہیں۔ عبادات میں مصالح تحسینیہ کو ملحوظ رکھتے ہوئے جو احکام دیئے گئے ان میں بدن، لباس اور جائے نماز کی پاکیزگی، شرمگاہ کو چھپانا، نجاستوں سے بچنا اور عمدہ لباس زیب تن کرنا، نفلی نمازوں، صدقات اور روزوں کی تلقین کے احکامات شامل ہیں۔ عادات میں خورد ونوش کے آداب، نجس اور مکروہ چیزوں سے اجتناب کی ہدایت، بخل و اسراف کی ممانعت اور مروت و عدالت کے منافی اعمال سے گریز کے احکام مصالح تحسینیہ پر مبنی ہیں۔

معاملات میں مصالح تحسینیہ کو ملحوظ رکھتے ہوئے جو احکامات دیئے گئے ان میں نجس اور مضر اشیاء کی خرید و فروخت، ملاوٹ و دھوکہ دہی، دوسرے شخص کے معاملہ پر معاملہ کرنا، بلاضرورت اشیائے صرف کی جبری قیمتیں مقرر کرنے کی ممانعت وغیرہ کے احکام شامل ہیں۔ عقوبات کے سلسلے میں مصالح تحسینیہ کے طور پر جو احکامات دیئے گئے ان میں مقتول اور جنگی مقتولوں کے مثلہ کرنے کی ممانعت اور جنگ میں عام حالات میں درخت کاٹنے، آگ لگانے، بچوں، عورتوں، بوڑھوں اور راہبوں کے قتل کی ممانعت وغیرہ کے احکامات شامل ہیں۔

علامہ شاطبی ؒ مصالح تحسینیہ کا دائرہ کار بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں

وھی جارية فيما جرت فيه الأوليان: ففى العبادات كاءزالة النجاسة وبا لجملة الطهارات كلها وستر العورة، وأخذ الزينة والتقرب بنوافل الخيرات من الصدقات والقربات وأشباه ذلک۔ وفی العادات كآداب الاكل والشرب، ومجانية المآكل النجسات والمشارب المستخبثات، والاءسراف والاقتار فى المتناولات۔ وفى المعاملات كالمنع من بيع النجاسات وفضل الماء والكلاء وسلب العبد منصب الشهادة والا مامة، وسلب المرأة منصب الامامة وانكاح نفسها وطلب العتق وتوأبعه من الكتابة والتدبير، وما أ شبهها۔ وفى الجنايات كمنع قتل الحر بالعبد، أوقتل النساء والصبيان والرهبان فى الجهاد۔[17]

" تحسینی مصالح کا دائرہ عمل بھی ضروریات اور حاجیات کی طرح ہے۔ عبادات میں اس کی مثال نجاست کا ازالہ اور طہارت و پاکیزگی کا حصول ہے۔ ستر عورۃ، زینت و آرائش اور صدقات و خیرات اور نوافل سے قرب الٰہی کا حصول اور اس سے ملتی جلتی دوسری چیزیں ہیں۔ اور عادات میں اس کی مثال کھانے پینے کے آداب اور گندے اور ناپاک مأکولات و مشروبات سے بچنا اور تناولات میں اسراف اور بخل سے بچنا ہیں۔ اور معاملات میں اس کی مثال ناپاک اشیاء اور زائد پانی اور گھاس کی بیع سے ممانعت اور غلام کا شہادت اور امامت کے منصب کا اہل نہ ہونا، اور عورت کا امامت کے منصب اور خود اپنا نکاح کرنے کے اہل نہ ہونا، اور غلام کا آزادی اور اس کے متعلقات کو کتابت اور تدبیر کے ذریعہ طلب کرنا ہیں۔ اور جنایات میں اس کی مثال غلام کے بدلے آزاد کو قتل کرنے یا میدان جہاد میں راہبوں، بوڑھوں، بچوں اور عورتوں کو قتل کرنے کی ممانعت ہے۔"

نتیجہ

یہ تحقیق احکامات دینیہ کے اطلاقات کی نوعیات، خاص طور پر حاجیات اور تحسینیات، کے حوالے سے مختلف علماء کی آراء کا جامع جائزہ پیش کرتی ہے۔ حاجیات کے تحت دی جانے والی لچک اور تحسینیات کے ذریعے حاصل کی جانے والی روحانی ترقی کے درمیان توازن اسلامی فقہ کی ایک اہم خصوصیت ہے۔ مختلف ثقافتی اور سماجی سیاق و سباق میں ان احکامات کے اطلاقات کی مختلف تشریحات اس بات کی عکاسی کرتی ہیں کہ اسلامی شریعت کس طرح تبدیل ہوتی دنیا کے ساتھ ہم آہنگی برقرار رکھتی ہے۔ اس مطالعے سے حاصل شدہ نتائج موجودہ مسلم معاشروں کے لیے راہنمائی فراہم کرتے ہیں۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License

حوالہ جات(References)

[1] الصحاح تاج اللغۃ وصحاح العربیۃ، ج:1، ص:307۔ / لسان العرب، ج:2، ص:242۔/ المصباح المنیر، ج:1، ص:155۔/ القاموس المحیط، ج:1،ص:185۔

[2] الموافقات، ج:2، ص:21۔

[3] ابن عاشور، مقاصد الشریعۃ الاسلامیۃ، ص:306۔

[4] ابو جیز فی اصول الفقہ، ص:380۔

[5] الزحیلی، اصول الفقہ الاسلامی، ج2، ص1022۔

[6] الحج: 78/22۔

[7] المائدہ: 6/5۔

[8] البقرہ: 185/2۔

[9] صحیح المسلم، کتاب الجهاد والسیر، باب فی الامر بالتیسیر و ترک التنفیر، 1732۔

[10] الموافقات، ج:2، ص:21،22۔

[11] احمد مختار، عبدالحمید عمر، معجم اللغۃ العربیۃ المعاصرۃ، عالم الکتب، الطبعۃ الاولیٰ، 2008م، ج:1، ص:498۔ / مجمع اللغۃ العربیۃ بالقاهرۃ، المعجم الوسیط، دارالدعوۃ،(س-ن)، ج:1،ص:174۔

[12] المستصفیٰ من علم الاصول، ج:2، ص:485۔

[13] الموافقات، ج:2،ص:22۔

[14] ابن عاشور، مقاصد الشریعۃ الاسلامیۃ، ص: 307۔

[15] ابو جینر فی اصول الفقہ، ص:381۔

[16] الزحیلی، اصول الفقہ الاسلامی، ج:2، ص:1023۔

[17] الموافقات، ج:2، ص:22،23۔